قسط ۱۱

مولانا عبدالقیوم حقانی

بسلسلہ ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال

مزدوروں کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے ارباب فضل وکمال

علامہ سمعانی سے ملاقات

علامہ عبدالکریم سمعانیؒ سے ہماری گذشتہ دنوں کی ملاقاتیں نہایت مفید رہیں۔ اور کسی کو فائدہ پہنچا یا نہیں، خود مجھے ذاتی طور پر بے حد نفع ہوا۔ اسلاف کی عظمت، اکابر کی محبت، اسلام کی صداقت، کسبِ معاش میں رزق حلال۔ اپنے ہاتھ پاؤں کی کمائی۔ امیروں اور سرمایہ داروں سے بے نیازی۔ اعتماد علی اللہ۔ احقاق حق، اعلا کلمۃ اللہ اور خدمت دین، عملاً سبھی علما اور شعوری طور پر ان کی واقفیت اور اس کے نتیجے میں ٹھوس ثمرات کے ترتب کا یقین بن گیا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

کل کی مجلس سمعانیؒ میں حاضری، آج استفادہ کا پیش خیمہ بنی، محبوب کا جمال فطری ہو اس کی ادائیں تصنع سے پاک ہوں اس کے مزاج میں وفا کا خمیر ہو۔ اس کی طبیعت میں حسن لطافت، اور شفقت ومحبت ہو تو محبین بھی صادقین ملتے ہیں اور آنے والے دام محبت میں ایسے گرفتار ہوتے ہیں کہ زلف محبت سے نکلنے اور واپس جانے کا نام بھی نہیں لیتے۔ میرے ایک محسن اختر محترم نے غالباً ایسے ہی موقعہ کے لئے کہا تھا ؎

یہ ارادہ جب اٹھی میری نگاہ تیری طرف … تیرے دام زلف میں اٹکی، اٹک کر رہ گئی

کیا کہوں میں لاکھ روکوں تب بھی یہ رکتی نہیں … میری جسم وجاں بہت دن سے ہی تیری رہ گئی

ہمیں بھی علامہ سمعانی کی بے پناہ علمی شفقتوں، مطالعاتی ضیافتوں اور روحانی توجہ وعنایتوں نے کچھ ایسا مائل بہ سماعت کردیا ہے کہ اپنے اس خاص موضوع میں علامہ سمعانی کے ارشادات عرفانی کے مطالعہ وسماعت کے بغیر کسی دوسری جانب نہ تو نظر اٹھتی ہے اور نہ کان کسی دوسری آواز پر سماعت کے لئے تیار ہوتے ہیں ؏

تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

یہی طبیعت کی مجبوری تھی اور کچھ ذوق کی کارستانی۔ اور کچھ شوقِ مطالعہ کی جولانی کہ آج پھر سے علامہ سمعانی کی الانساب پر دستک دی تو تاریخ کے ابواب کھل کھل کر سامنے آتے گئے۔ کئی دور دیکھے، کئی حکومتیں دیکھیں، چشم تصور میں مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستان ورق ورق بن کر سامنے آتی گئی۔ عروج کے پس منظر اور ادبار کے

وجوہات پر غور و فکر کی صلاحیتیں صرف ہوئیں۔ ۱۲۰۶ صفحات کی الانساب تاریخ کی انسائیکلوپیڈیا یا اپنے موضوع
کی دائرۃ المعارف ہے۔ آج ورق الٹتا رہا کسی ایک جگہ پر نظر کب جمتی تھی۔ ایک سے ایک بہتر تھا۔ انتخاب مشکل تھا
کچھ طبیعت کی بھی مجبوری تھی اور کچھ تقدیر کی موافقت بھی یہی تھی کہ آج ساری کتاب پر اچٹتی نظر پڑ جائے۔ شاید فائدہ
زیادہ ہو۔ جی ہاں! آج ایک فائدہ حاصل ہوا اور بہت بڑا فائدہ، آج علماء کی عظمت، اہلِ علم کی ضرورت و اہمیت،
کائنات کی واضح اور روشن واقعاتی حقیقت بن کر سامنے نکھر نکھر کر آتی رہی۔ اور شاید قارئین بھی اس میں میرے
ساتھ شریک ہو جائیں۔

سب جانتے ہیں اور کسی کو بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ہر قوم کی تعمیر حیات، اخلاقی اور روحانی اساس پر
اٹھائی جاتی ہے یہ اساس متزلزل ہو جائے تو آلات حرب کی فراوانی اور افواج کی کثرت اسے زوال سے نہیں بچا سکتی
علم و عمل، تعلق مع اللہ، اخلاص و عبودیت، اعتماد علی اللہ۔ رزق حلال اور اس سے پیدا ہونے والا خون ایک ایسی
مہیب قوت ہے جو وقت پڑنے پر طوفانوں، بجلیوں اور آسمانی لشکروں کو بھی امداد کے لئے بلا سکتی ہے۔ یہ قوت،
صرف، پاکیزہ اخلاق۔ آسمانی علم۔ قرآنی نظام، دینی خدمت، انسانی ہمدردی۔ کسب معاش میں رزق حلال اور مخلصانہ
بندگی و عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔ مسلم فرماں رواؤں نے اپنی اپنی قلم رؤوں میں نظام علم و عمل اور نظام اسلام کے
ترک دینے سے اس پُر اسرار اور اعجاز آفرین قوت کے ذخائر کم کر دئے۔ سلاطین علم و تقویٰ کے عظیم فلسفے سے غافل
ہو گئے اور اس نظام کے قیام و استحکام کی افادیت کے بڑی حد تک منکر ہو گئے۔ حالاں کہ اسلام ایک ایسا ہمہ گیر
نظام ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہے کسی فرد کی اصلاح مقصود ہو یا عائلی زندگی میں سکون
جماعت کا نظام سیاست ہو یا شعبہ معاشیات، بین الاقوامی روابط ہوں یا بین الملی تعلقات، اسلام کے پاس ایسی روشن
ہدایات موجود ہیں جو امن عالم کی کفیل اور معاشرتی توازن کی ضامن ہیں بالفاظ دیگر اسلام ان تمام اصول و ضوابط کا
مجموعہ ہے جو انفرادی اور ملی زندگی کی تنظیم کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین پورے اسلام کا مظہر تھے اور آپؐ کے بعد آپؐ کے ورثا حضرات
علماء ہیں جن کی مساعی و محنت، جن کی تعب و جد و جہد، جن کی شب بیداری اور مشقت تحصیل و حفاظت علم،
کسب معاش اور رزق حلال۔ اور فکری کاوشوں اور اعمال صالحہ سے مسلمانوں کی انفرادی زندگی جو حیات ملی کی آئینہ دار
بھی ہے محفوظ چلی آ رہی ہے اور اجتماعی زندگی بھی کہ یہی علماء اور نبیؐ کے ورثا باپ، بیٹا، بھائی ہمسایہ اور شہری
ہونے کے علاوہ صدر ریاست، کماندار، قاضی مفتی، جج، معلم، ہادی اور مرشد بھی تھے۔ وہ افراد تھے۔ لیکن ملت
میں گم، قطرہ دریا میں مل جائے تو اس کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔

علم اور عملِ صالح، تقویٰ اور للہیت اور خلوص سے خدمت اسلام وہ واحد نظام ہے جو انسان کو پستیوں

سے اٹھا کر گردوں نشیں بناتا اور اسے رفعت و عظمت اور جمال و کمال عطا کرتا ہے ؎

یہ مال و دولت و دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

اہل اسلام کو اپنے علماء، فقہاء، مجتہدین، مفسرین، اساتذہ علم، طلبہ دین کا شکر گذار ہونا چاہیئے جنہوں نے ہر حال میں قوم کی بے مہری، ناقدری بلکہ استہزاء اور تضحیک کے باوجود اسلام کے نظام علم و تدریس، اسلام کے نظام عمل و تبلیغ اور اسلام کے نظام بندگی و عبادت کو قائم رکھا، محنت مزدوری کی، بوریاں اٹھائیں۔ قلیوں کا کام کیا۔ سڑکوں پہ گدائیں چلائیں۔ اینٹیں اٹھائیں۔ گارا کیا۔ مگر خدمت علم و اشاعت دین کے کام کو کسی معاوضہ کے بغیر محض فی سبیل اللہ ادا کیا۔ اور الحمد للہ کہ یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ یہ علماء ہی ہیں جنہوں نے اسلامی اقدار کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور قوم کے سامنے سادگی قناعت اور خدمت خلق کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اقبال مرحوم نے ایسے ہی باکمال لوگوں کے لئے کہا تھا ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن　　گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت　　یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایہ جبریل امین بندۂ خاکی　　ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان
قدرت کے مقاصد کے عیار اس کے ارادے　　دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم　　دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

بات لمبی ہو گئی۔ آخر جذبات میں حضرت سمعانیؒ کی الانساب اتنا بھی اثر نہ کرے تو کیا کرے، مطالعاتی ملاقات میں آج علامہ سمعانی نے الانساب کا ورق ۴۷۱ کھول دیا۔ شہ سرخی یا گفتگو کا عنوان **حمال** تھا۔ حمال عربی میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو دوسروں کا سامان اور بوجھ لے آتے اور لے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کا مال و اسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ پر اجرت اور مزدوری پر پہنچاتے ہیں۔ علامہ سمعانی نے آج پھر حسب سابق ایک طویل فہرست ایسے علماء، فضلاء، مشائخ۔ ائمہ وقت محدثین و مفسرین کی سنائی جنہوں نے علم دین کی باربرداری۔ اخلاص و للہیت کی مزدوری پہ کی ہے۔ اور علوم نبوت کی امانت کا بار اپنے سروں پر رکھ کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا ہے۔

آج کے تذکرہ میں سر فہرست مشکان حمال تابعی کا ذکر خیر چھیڑا اور ارشاد فرمایا۔

مشکان حمال ہیں۔ باربرداری کا کام کرتے تھے۔ مزدور تھے۔ قلی تھے۔ ان کی پیٹھ لوگوں کا مال اٹھاتی اور پیٹ کا کام کرتی۔ مگر ان کا دل علم نبوت کا مخزن تھا۔ فقر و فاقہ غربت و افلاس تحصیل علم کی راہ میں دیوار نہ بن سکا۔ ان کا اخلاص اور طلب صادق تھی کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے علوم نبوت ان کے دامن طلب

میں اندھیرا دبیے۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا جوہر اخلاص تھا جس نے ان کا نام روشن کر دیا ان کی علمی و دینی زندگی کی تعمیر میں اخلاص کا عامل سب سے زیادہ محرک نظر آتا ہے۔ اخلاص ہی نے ان کو دوام بخشا ہے۔ اور ان کے افادات اور فیوضات و برکات کو چہار دانگ عالم میں پھیلا دیا ہے۔

علامہ سمعانیؒ نے ارشاد فرمایا:۔

ابو موسیٰ ہارون بن عبداللہ حمّال بھی بہت بڑے عالم، عابد، محدث اور کامیاب استاذ تھے۔ اوائل میں بزازی کا کام کیا، کپڑے کی تجارت کی مگر بعد میں یہ کام چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کا سامان اور اسباب ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کی مزدوری اور باربرداری کا پیشہ اختیار کر لیا اس سے جو اجرت ملتی خود اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے مگر سرمایہ داروں کی بلند عمارتوں اور بڑی بڑی ڈیوڑھیوں کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔

علم و فضل اور ذہانت و ذکاوت کی فطری دولت سے اللہ تعالیٰ نے مالا مال کر دیا تھا۔ ان کی عظمتیں اس قدر بڑھیں کہ اپنے اور اغیار سب اس کے قائل تھے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ ان کی پشت پر اخلاص کی ایسی زبردست قوت کارفرما تھی جس نے قیامت تک ان کو زندہ و جاوید بنا دیا۔ ان کے اساتذہ میں اکابر اہل علم حضرت سفیان بن عیینہ سیار بن حاتم۔ معن بن عیسیٰ۔ روح بن عمارہ۔ ابو عاصم۔ ابو عامر عقدی کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ امام حربی ان کی صداقت اور سچائی کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر بالفرض جھوٹ بولنا حلال اور جائز ہوتا تب بھی وہ ہرگز جھوٹ بولنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔

ابو عمران موسیٰ حمّال، ابو موسیٰ ہارون حمال کے فرزند ارجمند، بڑے عالم، غازی و مجاہد اور حدیث کے امام تھے۔ اپنے والد کے صحیح جانشین اور وارث تھے۔ حمالی کا پیشہ تھا۔ مگر ایثار و قربانی اور بلند عزمی نے ان کو بلند مقام عطا فرمایا۔ ان کی عزیمت اور اولوالعزمی نے غربت و افلاس۔ ناداری و خواری اور فقر و مزدوری اور حمالی کے باوجود انہیں آسمانِ علم کے ثریا تک پہنچا دیا۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اگر یہ صفت کسی ادارہ یا قوم میں پیدا ہو جاتی ہے تو دنیا اس کے سامنے جھک جاتی ہے۔ اور اس کی بالادستی کو ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ شعبان ۲۹۴ھ میں موصوف اس دارِ فانی سے عازمِ اقلیمِ عدم ہوئے۔

تیسرے نمبر پر علامہ سمعانی نے رافع بن علی حمال کا تذکرہ فرمایا۔ موصوف باکمال عالم اور عظیم فقیہ تھے اور سب سے بڑا اعزاز یہ تھا کہ جار اللہ تھے۔ کعبۃ اللہ کے جوار میں زندگی گذارتے تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً میں گذارا۔ مزدوری اور حمالی کے باوجود علم و فضل کی نعمتِ عظمیٰ پر فائز ہوئے۔ وجہ یہ تھی کہ انہوں نے طالب علمی کے زمانہ ہی میں خود کو علم پر عمل، عطائے علم پر شکر و امتنان کا عادی بنا دیا تھا۔ اس مسئلہ میں ان کے قدم انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے نقشِ قدم پر تھے۔ اپنے اخلاق کو اپنے اساتذہ کے اخلاق میں ڈھال دیا تھا۔

صبر و زہد اور قناعت ان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ تھا ۔ طالب علمی کے زمانہ ہی سے ان کے اخلاق و آداب ان کے طور و طریق ۔ ان کا رہن سہن ، سب سنّت رسول ﷺ میں ڈھل چکا تھا ۔ انہوں نے تعلیم کے شروع کرنے سے پہلے اپنے مقاصد اور مقام کو پہچان لیا تھا ۔ جب تحصیل علم کی راہ میں نکلے تو پڑھنے اور علمی استعداد بنانے اور اس میں نکھار پیدا کرنے میں لگے رہے ۔ اسے مقصود اور نصب العین بنایا ۔ اور اس کے علاوہ دوسری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا ۔

آپ خود بھی رجال اللہ سے تھے اور رجال کار کی تربیت پر توجہ بھی دیتے تھے ۔ چنانچہ ابو اسحٰق شیرازی اور ابو یعلی فراء نے آپ سے فیض صحبت آپ سے شرف تلمذ ۔ آپ کی خدمت و معیت اور آپ سے عقیدت و اطاعت کی بدولت فقہ اور حدیث میں امامت کا مقام پایا ۔ اور استاذ کا یہ حال تھا کہ خود حمالی کرتے تھے ۔ مزدوری کرتے تھے ۔ اپنے اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اپنے دونوں مذکورہ لائق تلامذہ کے لئے بھی اس میں حصہ رکھ لیتے تھے ۔ اور انہیں فکر معاش سے بے فکر رکھ کر یکسوئی اور یکجہتی سے تحصیل علم میں مگن رکھتے تھے ۔

خلاصہ یہ کہ پیشہ کوئی عیب نہیں ۔ کوئی طعن نہیں کوئی ملامت نہیں ۔ عزت ہے ، علم کی رفعت اور اس کے بقا و تحفظ کا ذریعہ ہے ۔ رضائے خدا اور رزق حلال کا بہترین وسیلہ ۔

بقیہ ۴۴

اس لئے مدینہ کے مدعیوں کا بھی حشر یہی ہے ۔ یزیدیوں کی بربادی ہوئی ۔ واقعہ حرہ میں انصار زادوں کو ناکامی ہوئی ۔ نفس زکیہ اور دوسرے سادات ناکام ہوئے ۔ کیونکہ ان مدعیوں نے حرم کے امن و امان کو خاک و خون میں لتھیڑا ۔ شریف حسین اور اس کی اولاد کی ناکامی تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے ۔

سرزمین حرم دار السلطنت نہیں بن سکتی | تم نے ایک ایک کر کے پڑھا کہ ارض حرم صرف عبادت گذاری کا گھر ہے وہ تمام دنیائے اسلام کی ملکیت ہے ۔ وہ دار الامن ہے ۔ یہاں ظالم سزایاب ہوگا ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ سرزمین بادشاہیوں اور فوج کشیوں کے لئے نہیں ہے ۔ یہ بغاوتوں اور فسادوں کا کام نہیں ہے ۔ یہ سازشوں اور چالبازیوں کی کمین گاہ نہیں ہے ۔ اور اس کو یقین جانو کہ ملک کا دار السلطنت جس کی تعمیر فتنوں اور ہنگاموں سے اور جس کی بنا خونریزیوں اور سفاکیوں سے ہوتی ہے ۔ ارض اقدس کو اس سے پاک اور مبرا ہونا چاہئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر صدیقؓ ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ ، ان میں سے کون تھا جو اپنے آبائی وطن کا شیدا نہ تھا تاہم کسی نے بھی اس ملک کو سیاست کا بازیچہ نہیں بنایا ۔ اور ملک دار الخلافہ مدینہ منورہ ہی کو باقی رکھا ۔ حضرت عثمانؓ کے فتنہ نے بھی ظاہر کر دیا کہ حرم ابراہیمی کی طرح حرم محمدی بھی سیاست گاہ اقوام بننے کے لائق نہیں ۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اسی بنا پر دار الخلافہ کو مدینہ منورہ سے کوفہ میں منتقل کر دیا ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے جب اس کے خلاف مکہ کو سیاسی مرکز بنایا تو نتیجہ یہ ہوا کہ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ۔

پھر کیا اے مسلمانو ! ارض حرم میں بھی یہی منظر دیکھنا چاہتے ہو ! فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

UNIFOAM

جہاں آرام کا نام آیا - آپ نے یونی فوم کو پایا

Stockist:

Yusaf Sons

Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone: 66754-66933-66833

تیار کردہ

UNITED FOAM INDUSTRIES LTD.

LAHORE—PAKISTAN
Tel: 431341, 431551